کسی بھی فرد کے لیے اس کی آزادی بہت اہمیت رکھتی ہے، اس لیے کسی بھی جمہوری ملک میں فرد کی آزادی پر بہت زور دیا جاتا ہے لیکن ملک ہی اگر غلام ہو تو پھر کسی فرد کی آزادی کیا معنی رکھتی ہے؟ یہ بات رام پرساد بسمل، اشفاق اللہ خان، بھگت سنگھ اور وہ تمام لوگ سمجھتے تھے جنہوں نے بہ خوشی اپنی جان اپنے ملک کی آزادی کے لیے قربان کردی۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت کے محبِّ وطن لوگوں کے لیے اس بات کی زیادہ اہمیت نہیں تھی کہ وہ کتنے برسوں تک زندہ رہتے ہیں، ان کے لیے اہمیت اس بات کی تھی کہ ملک کتنی جلدی آزاد ہوتا ہے، اسے جلدی آزاد کرانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ اس وقت بھی بعض لوگ مذہب کے خانوں میں ہندوستان کے لوگوں کو دیکھنے کے قائل تھے مگر ذی ہوش لوگ یہ سمجھتے تھے کہ خانوں میں ہندوستانیوں کے بٹے رہنے سے ہندوستان پر قابض طاقتیں مستحکم رہیں گی، ہندوستان کے لیے آزادی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ اسی لیے وہ اتحاد کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔ انہیں متحد رکھنے کے لیے یہ مشن کافی تھا کہ مادرِ وطن کو آزاد کرانا ہے۔ ہندوستانیوں کا یہ اتحاد انگریزوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اس اتحاد کو توڑنے کے لیے ہی انہوں نے 1800 میں کلکتہ میں، جواب کولکاتا کہلاتا ہے، فورٹ ولیم کالج قائم کیا تھا تاکہ زبان کی بنیاد پر ہندوستان کے لوگوں کو بانٹا جاسکے۔ اس مقصد میں وہ کامیاب نہیں ہوسکے تھے، کیونکہ جنگ آزادی نے اس ملک کے لوگوں کو متحد رکھا تھا مگر بات ہندوستان کی آزادی سے پہلے تقسیم کی آئی تو یہ موقع قابض طاقتوں کے لیے حالات سے کھیلنے کا تھا۔ جی ہاں! انہوں نے حالات سے فائدہ اٹھایا یا حالات سے کھیلا، اسی لیے ہندوستان کی آزادی کے وقت حالات بے حد کشیدہ بن گئے، ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھانے والے لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے، جان کے پیاسے ہوگئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دس لاکھ لوگ مارے گئے۔ ان میں مختلف مذاہب کے لوگ تھے۔ ڈیڑھ لاکھ لڑکیوں اور عورتوں کا اغوا ہوا۔ ان میں بھی مختلف مذاہب کی لڑکیاں اور عورتیں تھیں، اس لیے یہ بات طے سی تھی کہ نفرت سے آزادی ملنے میں وقت لگے گا۔ جن لوگوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ان لوگوں کو درندہ بنتے ہوئے دیکھا ہے جنہیں وہ اپنا سمجھتے تھے، انہیں انسانیت پر یقین کرنے میں تھوڑا وقت لگے گا مگر ہمارے ملک کی خوش قسمتی سے اس وقت کے لیڈران یہ جانتے تھے کہ ملک کی ترقی کے لیے امن ضروری ہے اور مستقل امن کا قیام دلوں کو نفرت سے پاک کیے بغیر ممکن نہیں ہے، اس لیے ہندوستان کی پہلی حکومت نے زخموں کو مندمل کرنے، لوگوں میں یکجہتی قائم رکھنے کی کوشش کی، اس کوشش میں اسے ادیبوں، فنکاروں اور فلم والوں کا بھی ساتھ ملا۔ اس وقت کوئی بڑا اداکار ایسا نہیں تھا جس نے فلموں میں فلاپ ہوجانے یا سیاست کی کامیاب اننگز کھیلنے کے لیے زہریلی بیان بازی کی ہو مگر اتحاد کی، گنگا جمنی تہذیب کی باتیں کرنے والے اداکاروں اور اداکاراؤں کی کمی نہیں تھی۔ آج یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا ملک آزادی کی 75 ویں سالگرہ منا رہا ہے تو وہ واقعی ایک مستحکم ملک ہے۔ اس کی کامیابی مثالی ہے۔ اسی لیے اسے آزادی کا امرت مہوتسو منانے کا حق ہے۔ **اس ہفتے کا 'دستاویز' اسی ایشو پر مبنی ہے:**

وشو گرو کا سفر شروع

■ اپیندر رائے
چیف ایگزیکیٹو آفیسر
اینڈ ایڈیٹران چیف
سہارا نیوز نیٹ ورک

آزاد بھارت آج تاریخ کے ایک اہم موڑ کے قریب ہے۔ چند دنوں بعد ہم اپنی آزادی کی 75 ویں سالگرہ منائیں گے۔ 15 اگست، 1947 کو سیکڑوں برسوں کی غلامی سے آزاد ہونے کی یادوں کو زندہ کرنے والا یہ موقع یوں تو ہر سال آتا ہے، لیکن ساڑھے سات دہائی بعد آرہا یہ 'اُتسو' ملک کے ہر باشندے کے لیے خاص ہے۔ آزادی کے ان 75 برسوں میں ملک کی وِکاس یاترا نے انسانیت کے سبھی پیمانوں پر چنوتیوں کے بیچ قابل ذکر حصولیابیاں حاصل کی ہیں۔ انگریزوں کے چنگل سے نکل کر اور اس وقت کی عالمی برادری کے بیچ کمزور اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں لاچار جیسے عدم اعتماد اور طنز کے شکار ملک نے گزرتے وقت کے ساتھ ثقافتی، سماجی، سیاسی، اقتصادی، فوجی، کھیل، تکنیک جیسے سبھی میدانوں میں ریکارڈ بنائے ہیں۔ آج کا بھارت ملک کی یکجہتی اور سالمیت کو کمزور کرنے والی اندرونی سازشوں کو بھی بے نقاب کرتا ہے، اور اسی صلاحیت کے ساتھ چین- پاکستان جیسے دشمنوں سے اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنا بھی بخوبی جانتا ہے۔ بھارت نے ایسے مستحکم ملک کی پہچان بنالی ہے جس کے بغیر عالمی اقتصادیات کا کوئی بھی ماڈل پورا نہیں ہو پاتا۔ یہ مبالغہ آرائی نہیں، بلکہ آج کی سچائی ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں کوئی بھی بڑا مسئلہ آجائے تو حل کے لیے نگاہیں بھارت کی طرف مڑ جاتی ہیں۔ کورونا کے دور میں تو بھارت پر یہ اعتماد اور پختہ ہوا ہے۔

سب کچھ نہیں ہوا اچانک

یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت وقت کے ساتھ میچور ملک میں ڈھلی ہے۔ ملک کے عوام کی منتخب حکومتوں نے نظریاتی اختلاف کو پیچھے رکھتے ہوئے ملک کے مفاد کو ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ جمہوریت کی یہی خوبی ملک کی مضبوطی اور متواتر ترقی کو طے بھی کرتی ہے۔ شروعات کریں ملک کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو سے تو انہیں یوں ہی 'جدید بھارت کا معمار' نہیں کہا جاتا۔ پنڈت نہرو نے 17 سال کی اپنی مدت کار میں ملک کی ترقی کو نئی سمت دینے کے ساتھ ہی عالمی برادری کو امن کا سبق بھی پڑھایا۔ جب ملک آزاد ہوا تھا تو دوسری عالمی جنگ کے بعد اقتصادی طور پر خستہ حال اور جغرافیائی طور پر منقسم تھا۔ ایسے میں ملک کی تعمیر نو کوئی آسان کام نہیں تھی لیکن 5 سالہ منصوبوں کی بنیاد رکھتے ہوئے پنڈت نہرو نے ایک طرف بھاکھڑا ننگل باندھ، ریہند باندھ، بھلائی، بکارو اسپات کارخانہ جیسے ترقی کے مندر بنائے، وہیں آئی آئی ٹی، آئی آئی ایم، ایمس جیسے تعلیم کے مندر قائم کر کے سب سے پہلے ملک کو ترقی کی ڈگر پر لے کر آئے۔ بعد کے وزرائے اعظم میں لال بہادر شاستری کی مدت کار میں ملک نے سبز انقلاب اور سفید انقلاب کے ذریعے اشیائے خوردنی اور ڈیری پروڈکٹس میں خودکفالت کی طرف قدم بڑھایا تو خاتون آہن کے روپ میں مشہور ملک کی اب تک کی واحد خاتون وزیراعظم اندرا گاندھی نے پاکستان کے دو ٹکڑے کر کے آزاد بنگلہ دیش قائم کر کے دنیا میں بھارت کی گورو گاتھا میں نئے صفحے کا اضافہ کیا۔ وہیں بینکوں کو قومیا کر عام آدمی کو سیدھے بینکنگ سسٹم سے جوڑنے جیسے دوررس فیصلوں سے ملک کی تعمیر میں اہم تعاون دیا۔ سابق وزیراعظم راجیو گاندھی کے دور میں ملک کمپیوٹر انقلاب کے دم پر آگے بڑھا تو پی وی نرسمہا راؤ کے وقت ہوئی اقتصادی اصلاحات نے ملک کی سمت ہی بدل دی۔ پھر وزیراعظم کی کرسی پر پہنچے اٹل بہاری واجپئی کی مدت کار میں صنعتوں کے پرائیویٹائزیشن، سب کے لیے تعلیم جیسے سماجی منصوبے، سورنم چترجھج اور گرام سڑک یوجنا کے ساتھ ہی پوکھرن ایٹمی ٹسٹ نے بھارت کی صلاحیتوں کو نئی سمت دی۔ نرسمہا راؤ کے وقت میں ملک کے وزیرخزانہ رہے منموہن سنگھ نے وزیراعظم بن کر ملک کو دنیا کی دوسری سب سے تیزی سے بڑھنے والی اقتصادیات بنانے کے ساتھ ہی منریگا، دیہی صحت اسکیم اور آر ٹی آئی ایکٹ جیسے پہل کے ذریعے عام آدمی کو بھی طاقت دینے کا کام کیا۔ یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ جن وزرائے اعظم کا یہاں ذکر نہیں ہو پایا ہے، انہوں نے بھی موقع اور مدت کار کی متعینہ حد کی چنوتیوں کے بیچ ملک کی وکاس یاترا میں بھرپور تعاون دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

مودی نیا ورک کلچر لائے

گزشتہ آٹھ برسوں میں ملک کے موجودہ وزیراعظم نریندر مودی نے پرانی حصولیابیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ترقی کی ایک نئی روایت، نئے ورک کلچر کو جنم دیا ہے۔ آتم نربھر بھارت اور ووکل فار لوکل کے نعروں کو زمین پر اتار کر انہوں نے ملک کے روایتی کامگاروں سے نئے زمانے کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے سنہرے مستقبل کی بنیاد رکھی ہے۔ ملک میں آج سب کا ساتھ اور سب کا پریاس سے ترقی کا اعتماد مضبوط ہو رہا ہے۔ اجالا، اجولا، شوچالیہ، پردھان منتری آواس، آیوشان، جن دھن جیسے منصوبے عوامی بہبود کو مضبوطی دے رہے ہیں، تو اوڑی اور بالاکوٹ میں سرجیکل اسٹرائیک کے ذریعے دنیا ہندوستانی فوج کی شجاعت دیکھ رہی ہے۔ جموں وکشمیر میں آرٹیکل 370 کا خاتمہ اور شہرت قانون میں تبدیلی جہاں روایتی محاذ پر ملک کو ایک کر رہے ہیں، وہیں سماجی محاذ پر تین طلاق سے نجات مسلم خواتین کو مستحکم بنا رہا ہے۔ اسی طرح نوٹ بندی، جی ایس ٹی، سرکاری بینکوں کے انضمام میں ملک کی اقتصادی صحت کو بہتر کرنے کی فکر ہے۔ کورونا کے دوران جب دنیا میں کہرام مچ رہا تھا تب بھارت نے ایک نہیں، دو نہیں، بلکہ تین تین محاذوں پر دنیا کو اپنی حیثیت کا احساس کروایا ہے۔ ساٹھ کی دہائی میں ایک وقت ایسا بھی تھا جب اشیائے خوردنی کے بحران کی وجہ سے دنیا کی شرطیں ماننے کے عوض ہماری عزت نفس داؤ پر لگی تھی لیکن اسی ملک نے کورونا کے دور میں اپنے 80 کروڑ لوگوں کو مفت راشن دے کر دنیا کو بدلے ہوئے بھارت کی تصویر دکھادی۔ اتنا ہی نہیں دنیا بھر کے ملکوں کو ہم نے ویکسین سپلائی کر کے موت کی وبا کے خلاف سرکشا کوچ دیا۔ اس سب کے بیچ جب دنیا کی اقتصادیات ابھی بھی بہتر نہیں ہو پائی ہے تو بھارت کے لیے سبھی اندازے سب سے تیز بڑھنے والی اقتصادیات کے اشارے دے رہے ہیں۔ دنیا میں بھارت کا یہی بڑھا ہوا رتبہ کچھ دن پہلے آپریشن گنگا کے ذریعے یوکرین میں پھنسے ہندوستانیوں کی وطن واپسی میں دکھائی دیا تھا۔ فوجی میدان میں آج بھارت ایٹمی ہتھیاروں سے لیس دنیا کا چوتھا سپر پاور ہے۔ آئی ٹی سیکٹر میں ہم پہلے سے ہی آگے تھے، اب ہماری میزائل تکنیک اور ہمارا اندرونی پروگرام دنیا بھر میں ترقی کے جھنڈے گاڑ رہا ہے۔

حصولیابیوں کی مقناطیسی طاقت

بھارت کے پاس آج حصولیابیوں کی ایسی مقناطیسی طاقت ہے کہ سپر پاور کا تمغہ اب ہم سے زیادہ دنوں تک دور نہیں رہ پائے گا۔ عالمی اقتدار کے مرکز میں تبدیلی کا چلن بھی اس کا اشارہ کرتا ہے۔ وقت کے ساتھ پاور سینٹر مغرب کی طرف شفٹ ہوتا رہا ہے۔ تقریباً 2,500 سال پہلے بھارت نے دنیا کی قیادت کی تھی۔ پھر اقتدار کا مرکز فارس، میسوپوٹامیہ، ترکی، روم سے ہوتے ہوئے اسپین اور پرتگال پہنچا۔ پھر سولہویں سے اٹھارہویں صدی میں برطانیہ اور فرانس نے دنیا بھر میں اپنی نوآبادیات کے ذریعے دبدبہ بنایا۔ اس کے بعد دنیا کی چابی کافی وقت تک امریکہ کے ہاتھوں میں رہی جو اب ہندبحرالکاہل علاقے میں چین کے ہاتھوں میں جاتی دکھ رہی ہے۔ اس علاقے میں اگلا نمبر بھارت کا ہی ہے۔

ہماری حصولیابیاں نہیں کسی سے انیس

ویسے بھی ایک ملک کی شکل میں ہماری حصولیابیاں کسی بھی دوسرے کامیاب ملک کے مقابلے انیس نہیں ہیں۔ اس محاذ پر پہلے ہی ہم بہت کچھ حاصل کرچکے ہیں۔ حالانکہ ابھی بھی بہت کچھ ثابت کیا جانا باقی ہے۔ اقتصادیات پٹری پر لوٹ رہی ہے لیکن 2025 تک 5 ٹریلین ڈالر کا خواب ابھی حقیقت سے دور لگ رہا ہے۔ یہی بات کسانوں کی آمدنی کو دوگنا کرنے کے وعدے پر کہی جاسکتی ہے۔ ایکسپورٹ پر امپورٹ کے بھاری ہونے سے میک ان انڈیا کا مقصد ادھورا ہے۔ ملک میں ابھی بھی 80 کروڑ غریب ہیں۔ عام آدمی کی آمدنی آج بھی مہنگائی کے سامنے کمزور پڑ جاتی ہے۔ بے روزگاری بے لگام ہے اور تشویشناک بات یہ ہے کہ مایوس نوجوانوں نے نوکری تلاش کرنا تک چھوڑ دیا ہے۔ معیاری تعلیم اور صحت دہائیوں سے ہمارے لیے چنوتی بنے ہوئے ہیں۔ اچھی بات یہ ہے کہ نئے بھارت نے اس تصور کو غلط ثابت کیا ہے کہ سماجی تنوع اور غریبی کے جمہوریت کا اقتصادی ترقی سے میل نہیں ہوسکتا۔ آزادی کے بعد بھارت 'ماضی کے کئی اَکالوں' کو پیچھے چھوڑ چکا ہے۔ 1990 کی دہائی میں اقتصادی اصلاحات سے ملک میں نئی تبدیلی آج چوطرفہ ترقی کی راہ آسان کر رہی ہے۔ اب باری دنیا کو راہ دکھانے کی اور سچے معنوں میں وشو گرو بننے کی ہے۔ یہاں سے اگر صحیح فیصلے لیتے ہیں تو خوشحالی اور امن کی ڈگر پر ہم ہی دنیا کے اگلے رہنما بھی ہوسکتے ہیں۔ ■

> **بھارت کے پاس آج حصولیابیوں کی ایسی مقناطیسی طاقت ہے کہ سپر پاور کا تمغہ اب ہم سے زیادہ دنوں تک دور نہیں رہ پائے گا۔ عالمی اقتدار کے مرکز میں تبدیلی کا چلن بھی اس کا اشارہ کرتا ہے۔ وقت کے ساتھ پاور سینٹر مغرب کی طرف شفٹ ہوتا رہا ہے۔ تقریباً 2,500 سال پہلے بھارت نے دنیا کی قیادت کی تھی۔**

ترقی کے 75 شاندار سال!

یہ کہنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے کہ ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ وہ اپنے لیڈروں اور لوگوں کے وژن اور محنت کی وجہ سے خودکفیل بن چکا ہے۔ سائنس میں اس کی ترقی نے اسے دنیا بھر کے ملکوں کے لیے اہم بنایا ہے تو اس کی اقتصادی ترقی بھی شاندار ہے۔ وطن عزیز ہندوستان کے آزادی سے لے کر اب تک کے 75 سال کے سفر پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہوا ہے۔ 1950 میں ہمارے ملک کی آبادی 34 کروڑ تھی۔ گزشتہ 72 سال میں اس میں 100 کروڑ سے زیادہ کا اضافہ ہو چکا ہے۔ اب اس کی آبادی 138 کروڑ ہے اور یہ بات کہی جا رہی ہے کہ اگلے برس تک آبادی کے معاملے میں ہمارا ملک چین کو پیچھے چھوڑ کر نمبرون بن جائے گا۔ 1947 میں خط افلاس سے نیچے رہنے والے لوگوں کی تعداد 70 فیصد تھی یعنی ہر 10 میں سے 7 افراد خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ 2020 تک حالات کافی بہتر ہوئے ہیں، کیونکہ ملک کی 22 فیصد آبادی ہی خط افلاس کے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ ہندوستان جیسے ایک ارب سے زیادہ آبادی والے ملک کے لیے یہ تعداد بھی خاصی ہے مگر مثبت تبدیلی کی توقع رکھی جانی چاہیے۔

آزادی کے سال 1947 میں 12 فیصد ہندوستانی ہی خواندہ تھے۔ 2020 میں خواندہ ہندوستانیوں کی تعداد 74 فیصد ہوگئی۔ ہندوستان کے لوگ اس رفتار سے تو خواندہ نہیں ہوسکے جس رفتار سے انہیں ہونا چاہیے تھا، کیونکہ یہاں پڑھنے پڑھانے کی روایت برسوں پرانی ہے۔ اس ملک میں نالندہ، وکرم شیلا اور تکشیلا جیسے تعلیمی مراکز رہے ہیں، اس لیے اس ملک کے لوگوں کا تعلیم سے رجحان فطری ہے لیکن یہ بات بھی نظرانداز نہیں کی جانی چاہیے کہ آزادی کے وقت ملک کی اقتصادی حالت اتنی اچھی نہیں تھی کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی مراکز قائم کیے جاسکتے۔ اس وقت یعنی 1947 میں فی کس آمدنی صرف 274 روپے تھی، 2021 میں یہ کئی گنا بڑھ کر 1.26 لاکھ روپے ہوگئی۔ آج اس میں اور بھی اضافہ ہو چکا ہے مگر مزید اضافے کی جستجو جاری رہنی چاہیے، کیونکہ فی کس آمدنی کے لحاظ سے ہمارے ملک کا 142 واں نمبر ہے۔ ایک خوشگوار تبدیلی لوگوں کی درازی عمر میں آئی ہے۔ 1947 میں ہندوستانیوں کی اوسط عمر 37 سال تھی۔ 2020 میں یہ 70 سال ہوگئی یعنی اوسط عمر تقریباً دگنی ہوگئی ہے۔

1950 میں ملک کی جو آبادی تھی، وہ تقریباً 4 گنا بڑھ چکی ہے مگر اشیائے خوردنی میں 6 گنا کا اضافہ ہو چکا ہے، کیونکہ 1951 میں ہمارے ملک میں 508 لاکھ ٹن ہی اناج پیدا ہو پاتے تھے مگر 2021 میں 3086 لاکھ ٹن پیداوار ہوئی ہے۔ اس کی اہم وجہ کاشت کاری پر حکومتوں کی توجہ ہے تو کاشت کاروں نے بھی بدلتے حالات کے مطابق پیداوار بڑھانے کے لیے نئی ٹیکنالوجی کو اپنایا ہے جبکہ یہ بھی سچ ہے کہ ملک کے سبھی علاقوں کے کاشت کاروں نے نئی ٹیکنالوجی کو اپنانے میں زیادہ دلچسپی نہیں دکھائی ہے، چنانچہ اس معاملے میں گنجائش برقرار ہے یعنی پیداوار میں مزید اضافہ ممکن ہے۔ 1947 کے مقابلے اور بھی کئی میدانوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ مثلاً: 1947 میں سڑکوں کی لمبائی 4 لاکھ کلومیٹر ہی تھی۔ اس میں اب تک 16 گنا کا اضافہ ہو چکا ہے، 2021 میں ہی سڑکوں کی لمبائی 64 لاکھ کلومیٹر تک ہوگئی۔ اسی طرح 1947 میں ریلوے کا نیٹ ورک 0.53 لاکھ کلومیٹر تھا جو اب دگنے سے زیادہ ہو چکا ہے۔ 2020 تک ریلوے کا نیٹ ورک 1.23 لاکھ کلومیٹر ہو گیا۔ بجلی کی پیداوار میں ہندوستان کی ترقی قابل تعریف اور مثالی ہے۔ 1947 میں فی کس بجلی کی پیداوار 16 کلوواٹ تھی جو 2021 میں بڑھ کر 1181 کلوواٹ ہوگئی۔ اس تبدیلی پر نظر ڈالتے وقت یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ اس وقت کے مقابلے ہندوستان کی آبادی میں تقریباً 4 گنا کا اضافہ ہو چکا ہے۔ 1947 میں ہر ایک لاکھ آدمی پر 41 کاریں تھیں، 2020 میں یہ 2275 ہوگئیں۔ 1947 میں ہندوستان کا ایکسپورٹ دس لاکھ ڈالر اور امپورٹ 13 لاکھ ڈالر کا تھا جبکہ 2021 میں ایکسپورٹ 29 کروڑ ڈالر اور امپورٹ 38 کروڑ 90 لاکھ کا ہوگیا۔ ■

> **بجلی کی پیداوار میں ہندوستان کی ترقی قابل تعریف اور مثالی ہے۔ 1947 میں فی کس بجلی کی پیداوار 16 کلو واٹ تھی جو 2021 میں بڑھ کر 1181 کلوواٹ ہو گئی۔ اس تبدیلی پر نظر ڈالتے وقت یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ اس وقت کے مقابلے ہندوستان کی آبادی میں تقریباً 4 گنا کا اضافہ ہو چکا ہے۔**